حضور ﷺ نے فرمایا: "البرکۃ مع أکابرکم" برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں۔
(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

اشاعت نمبر ۲۶

تحقیقی، علمی و اصلاحی

رسالہ

دِفاعِ اَسلاف

ہند

فہرست مضامین

* "ما قال عبد: لا إله إلا الله في ساعة من ليل أو نهار إلا طمست ما في صحيفته من السيئات حتى يسكن إلى مثلها من الحسنات" والی حدیث مقبول ہے۔[قسط ۳۲]

* "ما من عبد يقول: لا إله إلا الله، مائة مرة إلا بعثه الله يوم القيامة ووجهه كالقمر ليلة البدر، ولم يرفع لأحد يومئذ عمل أفضل من عمله إلا من قال مثل قوله أو زاد" والی روایت جید ہے۔ [قسط ۳۳]

* حدیث "لله أشد أذنا إلى الرجل الحسن الصوت بالقرآن يجهر به من صاحب القينة إلى قينته" حسن ہے۔[قسط ۳۴]

زیرِ سرپرستی

مصلح ملت
حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب
دامت برکاتہم

سلسلہ دفاع فضائل اعمال ''۳۲''

(اہل حدیث حضرات، صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں)

(''ماقال عبد: لا إله إلا الله في ساعة من ليل أو نهار إلا طمست ما في صحيفته من السيئات حتى يسكن إلى مثلها من الحسنات'' والی حدیث مقبول ہے)

(طالب الرحمٰن اور دیگر غیر مقلدین حضرات کو جواب)

- مولانا عبد الرحیم قاسمی
- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

اہل حدیث عالم، ڈاکٹر طالب الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ

اسی طرح زکریا صاحب، فضائل ذکر میں یہ حدیث لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بھی بندہ کسی وقت بھی دن یا رات میں لا الہ الا اللہ کہتا ہے، تو اعمال نامے میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

زکریا صاحب یہ بات تسلیم بھی کرتے ہیں کہ اس روایت کا ایک راوی عثمان بن عبد الرحمٰن الزہری متروک ہے، پھر بھی اسے روایت کئے چلے جاتے ہیں۔ ابن معین کے نزدیک یہ راوی جھوٹا اور نسائی و دارقطنی کے نزدیک متروک ہے، (میزان الاعتدال ۳/ ۴۳)، [تبلیغی جماعت کا اسلام: ص ۱۶۹-۱۷۰]

الجواب:

واللہ اعلم، ڈاکٹر طالب الرحمٰن صاحب نے حضرت شیخ (م ۱۴۰۳ھ) کی اگلی عبارت کیوں نقل نہیں کی۔ بہر حال آگے حضرت شیخ الحدیث، مولانا محمد زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۳ھ) نے کہا:

(۱۱) عَن أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَامِن عَبدٍ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فِي سَاعَةٍ مِن لَيلٍ أَو نَهَارٍ إِلَّا طُمِسَتْ مَافِي الصَّحِيفَةِ مِنَ السَّيِّئَاتِ، حَتّٰى تَسكُنَ إِلىٰ مِثلِهَا مِنَ الحَسَنَاتِ۔ (رواه أبو يعلىٰ، كذا في الترغيب. وفي مجمع الزوائد: فيه عثمان بن عبد الرحمن الزهري، وهو متروك)

فائدہ: برائیاں مٹ کر نیکیاں لکھی جانے کے ''متعلق باب اول فصل ثانی کے نمبر ۱۰'' پر مُفصّل گزر چکا ہے، اور اِس قسم کی آیات اور روایات کے چند معنیٰ لکھے گئے ہیں، ہر معنیٰ کے اعتبار سے گناہوں کا اِس حدیث میں اعمال نامے سے مِٹانا تو معلوم ہوتا

ہی ہے؛ البتہ اخلاص ہونا ضروری ہے، اور کثرت سے اللہ کا پاک نام لینا اور کلمۂ طیبہ کا کثرت سے پڑھنا خود بھی اخلاص پیدا کرنے والا ہے؛ اِسی لیے اِس پاک کلمے کا نام ''کلمۂ اخلاص'' ہے۔ (**فضائل اعمال: ج۱: فضائل ذکر: ص۳۹۶-۳۹۷، طبع دینیات**)،

اور ''بابِ اول فصلِ ثانی کے نمبر ۱۰'' پر حضرت شیخؒ (م ۱۴۰۳ھ) نے کہا:

عَن أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَا مِن قَومٍ اجتَمَعُوا يَذكُرُونَ اللهَ لَا يُرِيدُونَ بِذٰلِكَ إِلَّا وَجهَهُ، إِلَّا نَادَاهُم مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قُومُوا مَغفُوراً لَكُم، قَدْ بَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ۔ (أخرجه أحمد والبزار وأبو يعلىٰ والطبراني. وأخرجه الطبراني عن سهل بن الحنظلية أيضا، وأخرجه البيهقي عن عبدالله بن مغفل، وزاد: وَمَا مِنْ قَومٍ اجتَمَعُوا فِي مَجلِسٍ فَتَفَرَّقُوا وَلَم يَذكُرُوا اللهَ، إِلَّا كَانَ ذٰلِكَ عَلَيهِم حَسرَةً يَومَ القِيَامَةِ. كذا في الدر، قال المنذري: رواه الطبراني في الكبير والأوسط، ورواته محتج بهم في الصحيح. وفي الباب عن أبي هريرة عند أحمد، وابن حبان وغيرهما؛ وصححه الحاكم علىٰ شرط مسلم في موضع، وعلىٰ شرط البخاري في موضع أخرىٰ. وعزا السيوطي في الجامع حديث سهل إلى الطبراني، والبيهقي في الشعب والضياء؛ ورقم له بالحسن. وفي الباب روايات ذكرها في مجمع الزوائد)، [**فضائل اعمال: ج۱: فضائل ذکر: ص۳۴۴، طبع دینیات**]۔

یعنی حضرت شیخؒ (م ۱۴۰۳ھ) کے نزدیک، ان روایات کی مجموعی طور پر اصل موجود ہے اور مجمع الزوائد میں ایک روایت حضرت ابوذرؓ کی بھی ہے، جس کا ذکر خود حضرت شیخؒ نے فضائل ذکر کے ''دوسرا باب، فصل اول کے نمبر ۸'' پر کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ

[۸] وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ الَّيلِ، إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ، ذٰلِكَ ذِكْرىٰ لِلذّٰكِرِينَ۔ [ہود، ع:۱۰]

ترجمہ: (اور محمد ﷺ) آپ نماز کی پابندی رکھیئے، دن کے دونوں سِروں پر، اور رات کے کچھ حصوں میں، بے شک نیک کام مِٹا دیتے ہیں (نامۂ اعمال سے) بُرے کاموں کو؛ یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔

فائدہ: اِس آیتِ شریفہ کی تفسیر میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں حضور ﷺ نے آیتِ شریفہ کی توضیح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ: نیکیاں (اعمال نامہ سے) برائیوں کو مِٹا دیتی ہیں۔

حضرت ابوذرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ: مَیں نے حضورِ اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ: مجھے کچھ نصیحت فرما دیجیے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ سے ڈرتے رہو، جب کوئی بُرائی صادِر ہو جائے فوراً کوئی بھلائی اُس کے بعد کرو؛ تاکہ اُس کی مُکافات ہو جائے اور وہ زائل ہو جائے، مَیں نے عرض کیا: یارسولَ اللہ! کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ بھی نیکیوں میں شمار ہے؟ یعنی اُس کا وِرد، اُس کا پڑھنا بھی اِس میں داخل ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: یہ تو نیکیوں میں افضل ترین چیز ہے۔

حضرت انسؓ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ: جو بندہ رات میں یا دن میں کسی وقت بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھتا ہے اُس کے اعمال نامے سے برائیاں دُھل جاتی ہیں۔ **(فضائل اعمال: ج۱: فضائل ذکر: ص۳۷۸-۳۷۹، طبع دینیات)**،

غور فرمائیں! یہ ساری تفصیل اس پر دال ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ (م ۱۴۰۳ھ) نے متابع وشواہد کی بنیاد پر اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ مگر موصوف طالب الرحمٰن صاحب نے حضرت شیخ الحدیثؒ کی ذکر کردہ تفصیل کو نظر انداز کر کے، صرف اپنی مطلوبہ روایت کو ذکر کر کے، اس پر جرح نقل کر دی۔ [اللہ تعالیٰ ان کی غلطی کو نظر معاف فرمائے]

حالانکہ اگر وہ پوری تفصیل ذکر کرتے، تو حضرت شیخ پر اعتراض بنتا ہی نہیں۔ خیر انسؓ کی اس روایت کو موضوع کہنا قطعاً صحیح نہیں ہے، کیونکہ

[۱] ایک قوی مرسل روایت، اس کے متابع میں موجود ہے، چنانچہ امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ, ثنا أبو العباس هو الأصم, ثنا أحمد بن عبد الجبار, ثنا أبو بكر بن عياش, عن أبي حصين, عن محمد بن جحادة, عن الحسن, رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال لا إله إلا الله طاشت ما في صحيفته من السيئات حتى يعود إلى مثلها۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بھی بندہ ''لا إله إلا الله'' کہتا ہے، تو اعمال نامے میں سے بُرائیاں مِٹ جاتی ہیں اور اُن کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ **(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی: ص۲۵۹)**،

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (سیر)،

(۲) صاحب المستدرک، امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ، إمام أهل الحديث في عصره ہیں۔ **(الدلیل المغنی لشیوخ الدارقطنی: ص۴۱۵)**،

(۳) حافظ ابوالعباس، محمد بن یعقوب الاصمؒ (م ۳۴۶ھ) بھی مشہور ثقہ، امام ہیں۔ **(الروض الباسم فی تراجم الشیوخ الحاکم: ج۲: ص۱۲۸۱)**،

(۴) احمد بن عبدالجبار العطاردیؒ (م ۲۷۲ھ) سنن ابی داود کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۴)**،

(۵) حافظ ابوبکر بن عیاش الکوفیؒ (م ۱۹۴ھ) کتب ستہ کے راوی اور -قبل تغیر الحفظ- ثقہ، حافظ، متقن ہیں۔ **(مجلہ الاجماع: ش: ص)**،

نوٹ:

احمد بن عبدالجبار العطاردیؒ (م ۲۷۲ھ) نے ان سے کب سماع کیا، اس کا علم نہیں ہوسکا۔ مگر متابع کی وجہ سے، یہ اعتراض کمزور معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم۔

(۶) ابوحصین، عثمان بن عاصم الاسدی الکوفیؒ (م ۱۲۷ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۴۸۴)،

(۷) محمد بن جحادۃ الکوفیؒ (م ۱۳۱ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۷۸۱)،

(۸) امام الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ، فقیہ، فاضل اور شیخ الاسلام ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۲۲۷، تذکرۃ الحفاظ)،

حکم:

معلوم ہوا کہ اس روایت تمام روات ثقہ ہیں، البتہ یہ روایت مراسیل الحسن البصری میں سے ہے، جو کہ ائمہ حدیث کی ایک جماعت کے نزدیک صحیح ومقبول ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۱: ص ۳۷)،

یعنی حدیث انسؓ کے لئے، یہ روایت ایک قوی متابع کی حیثیت رکھتی ہے۔ واللہ اعلم

[۲] صحیحین کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''من قال: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، في يوم مائة مرة كانت له عدل عشر رقاب، وكتبت له مائة حسنة ومحيت عنه مائة سيئة''۔

جو شخص ایک دن میں سو مرتبہ ''لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير'' کہے تو یہ (کلمات) اس کے حق میں دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوں گے اور اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ (صحیح البخاری: حدیث نمبر ۳۲۹۳، صحیح مسلم: ج ۴: ص ۲۰۷۱، حدیث نمبر ۲۶۹۱)،

غور فرمائیں! اس دعاء میں ''لا إله إلا الله'' کا ذکر ہے اور اس کو پڑھنے سے نیکیاں لکھی جاتی اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

یعنی معناً یہ روایت، حضرت انسؓ کی حدیث کی تائید کرتی ہے، لہذا یہ بھی ایک قوی شاہد ہوئی۔ وللہ اعلم

[۳] نیز ائمہ محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک، ضعیف حدیث کی تائید، جب کلام پاک سے ہوجائے، تو وہ ضعیف حدیث مقبول ہوجاتی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ص:)، یہاں اس روایت کی تائید بھی کلام پاک کی آیت ہوتی ہے، چنانچہ

قران کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ، إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ، ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ۔

[ہود: ۱۱۴]

ترجمہ: (اور محمد ﷺ) آپ نماز کی پابندی رکھیئے، دن کے دونوں سروں پر، اور رات کے کچھ حصوں میں، بے شک نیک کام مٹا دیتے ہیں (نامۂ اعمال سے) بُرے کاموں کو؛ یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔

اور حضرت شیخ الحدیث، مولانا محمد زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ

اِس آیتِ شریفہ کی تفسیر میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیتِ شریفہ کی توضیح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ: نیکیاں (اعمال نامہ سے) برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ حضرت ابوذرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ

''قلت: يا رسول الله، أوصني، قال: "إذا عملت سيئة فأتبعها حسنة تمحها"، قال: قلت: يا رسول الله، أمن الحسنات لا إله إلا الله؟ قال: "هي أفضل الحسنات''۔

مَیں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ: مجھے کچھ نصیحت فرما دیجیے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے ڈرتے رہو، جب کوئی بُرائی صادِر ہو جائے فوراً کوئی بھلائی اُس کے بعد کرو؛ تاکہ اُس کی مُکافات ہو جائے اور وہ زائل ہو جائے، مَیں نے عرض کیا: یارسولَ اللہ! کیا ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' بھی نیکیوں میں شمار ہے؟ یعنی اُس کا وِرد، اُس کا پڑھنا بھی اِس میں داخل ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: یہ تو نیکیوں میں افضل ترین چیز ہے۔ (**فضائل اعمال: ج۱: فضائل ذکر: ص۳۷۸-۳۷۹**)،

اور اس کی تخریج میں شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) کہتے ہیں کہ

''أخرجه أحمد (169/5): حدثنا أبو معاوية حدثنا الأعمش عن شمر بن عطية عن أشياخه عن أبي ذر قال: "قلت: يا رسول الله أوصني، قال" فذكره. وزاد: "قال: قلت: يا رسول الله أمن الحسنات لا إله إلا الله؟ قال: هي أفضل الحسنات". وبهذا الإسناد أخرجه في "الزهد" (ص 27)۔

قلت: وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات غير أشياخ شمر، فلم يسمعوا، لكنهم جمع ينجبر الضعف بعددهم، كما قال السخاوي في غير هذا الحديث. وتابعه أبو نعيم: حدثنا الأعمش به إلا أنه قال: "عن شيخ من التيم". أخرجه أبو نعيم في "الحلية" (217/4) من طريقين عنه، وقال: "رواه أبو نعيم عن الأعمش، وجوده يونس بن بكير عنه"۔ ثم ساقه من طريق عقبة بن مكرم حدثنا يونس بن بكير عن الأعمش عن إبراهيم التيمي عن أبيه عن أبي ذر به نحوه۔

وهذا إسناد جيد رجاله كلهم ثقات رجال مسلم. ووالد إبراهيم اسمه يزيد بن شريك التيمي''۔ (**سلسلة الاحاديث الصحيحة: ج۳: ص۳۶۱**)،

لہذا ابوذرؓ کی حدیث صحیح و متصل ہے۔

- نیز امام مجاہدؒ (م ۱۰۴ھ) نے اس آیت کے الفاظ: ''إن الحسنات يذهبن السيئات'' کی تفسیر میں کہا:

''سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر''۔

یعنی حسنات سے مراد ''سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر'' ہیں۔ (**تفسیر الطبری: ج۱۵: ص۵۱۵**)،

اور امام، حافظ ابو محمد، ابن ابی حاتم الرازیؒ (م ۳۲۷ھ) نے کہا:

حدثنا أبو سعيد الأشج، ثنا ابن الأجلح، ثنا ابن فضيل، عن الحسن ابن عبيد الله، عن جامع بن شداد، عن الأسود بن هلال، عن عبد الله قوله: من جاء بالحسنة قال لا إله إلا الله۔

وروي عن ابن عباس وأبي هريرة وعلي بن الحسين وسعيد بن جبير والحسن وعطاء ومجاهد وأبي صالح ومحمد بن كعب والنخعي والضحاك والزهري وعكرمة وزيد بن أسلم وقتادة نحو ذلك۔ (**تفسیر ابن ابی حاتم الرازی: ج۹:ص ۲۹۳۴**)،

یعنی جب کلام پاک کی آیت ''إن الحسنات يذهبن السيئات'' میں حسنات سے مراد ''لا إله إلا الله'' ہے، بلکہ وہ ''أفضل الحسنات'' یا ''أكبر الحسنات'' ہے۔ بلکہ حلیۃ الاولیاء کی ایک روایت میں ''هي أحسن الحسنات كفؤا'' کہا گیا ہے۔ (ج۴:ص۲۱۷)، کما مر۔

تو اس لحاظ سے بھی حدیث انسؓ کو موضوع قرار دینا بیکار ہے۔

خلاصہ:

* الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی مرسل متابع، صحیحین کی ایک قوی شاہد اور کلام پاک کی آیت مع تفسیر وحدیث ابوذرؓ کی وجہ سے، حدیث انسؓ صحیح ہے۔

لہذا اس حدیث کو ضعیف کہنا غیر صحیح ہے اور طالب الرحمٰن کا اعتراض باطل ومردود ہے۔ واللہ اعلم

سلسلہ دفاع فضائل اعمال ''۳۳''

(اہل حدیث حضرات، صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں)

(''ما من عبد يقول: لا إله إلا الله، مائة مرة إلا بعثه الله يوم القيامة ووجهه كالقمر ليلة البدر، ولم يرفع لأحد يومئذ عمل أفضل من عمله إلا من قال مثل قوله أو زاد'' والی روایت مقبول ہے)

(طالب الرحمٰن اور دیگر غیر مقلدین حضرات کو جواب)

- مولانا عبد الرحیم قاسمی
- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

اہل حدیث عالم، ڈاکٹر طالب الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ

زکریا صاحب فضائل ذکر میں ایک اور حدیث ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرے، حق تعالی جل شانہ قیامت کے دن میں کو ایسا روشن چہرہ والا اٹھائیں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور جس دن یہ تسبیح پڑھے اس دن، اس سے افضل عمل والا وہی شخص ہوسکتا ہے، جو اس سے زیادہ پڑھے۔

زکریا صاحب کے نزدیک اس کی سند میں عبدالوہاب بن ضحاک متروک سخت ضعیف ہے، لیکن امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ احادیث گھڑا کرتا تھا۔ (الکاشف ۲ / ۱۹۳) ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ شخص حدیث کی چوری کیا کرتا تھا۔ (میزان الاعتدال ۲ / ۶۷۹)، [تبلیغی جماعت کا اسلام: ص ۱۶۹-۱۷۰]

الجواب:

حضرت شیخ الحدیث، مولانا محمد زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۳ھ) نے کہا:

(۳۷) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ'' مِائَةَ مَرَّةٍ، إِلَّا بَعَثَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَلَمْ يَرْفَعْ لِأَحَدٍ يَوْمَئِذٍ عَمَلٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِهِ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ أَوْ زَادَ۔ (رواه الطبراني، وفيه عبدالوهاب بن ضحاك متروك، كذا في مجمع الزوائد. قلت: هو من رواة ابن ماجه، ولا شك أنهم ضعفوه جدا، إلا أن معناه مؤيد بروايات منها ماتقدم من روايات يحيى بن طلحة، ولا شك أنه أفضل الذكر، وله شاهد من حديث أم

هاني الأتي)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص سو مرتبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھا کرے حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن اُس کو ایسا روشن چہرے والا اُٹھائیں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے، اور جس دن یہ تسبیح پڑھے اُس دن اُس سے افضل عمل والا وہی شخص ہوسکتا ہے جو اُس سے زیادہ پڑھے۔

فائدہ: مُتعدَّد روایات اور آیات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دل کے لیے بھی نور ہے اور چہرے کے لیے بھی نور ہے، اور یہ تو مُشاہَدہ بھی ہے کہ، جن اکابر کا اِس کلمے کی کثرت کا معمول ہے اُن کا چہرہ دنیا ہی میں نورانی ہوتا ہے۔ (**فضائل اعمال: ج۱: فضائل ذکر: ۴۲۵-۴۲۶**)۔

اور حافظ ابو القاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) نے کہا:

حدثنا عبدان، ثنا عبد الوهاب، ثنا إسماعيل، عن صفوان، عن يزيد بن ميسرة، عن أم الدرداء، عن أبي الدرداء، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "ما من عبد يقول: لا إله إلا الله، مائة مرة إلا بعثه الله يوم القيامة ووجهه كالقمر ليلة البدر، ولم يرفع لأحد يومئذ عمل أفضل من عمله إلا من قال مثل قوله أو زاد۔ (**مسند الشامیین: ج۲: ص ۱۰۳، حدیث نمبر ۹۹۴**)۔

سند کی تحقیق:

عبد الوہاب بن ضحاک (م ۲۴۵ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی اور متروك كذبه أبو حاتم ہے۔ (**تقریب: رقم ۴۲۵۷**)، مگر ان کے متابع میں ثقہ راوی، محمد بن عاصم الرازیؒ (م قبل ۲۶۰ھ) موجود ہیں۔ چنانچہ حافظ شہردار بن شیرویہ، ابو منصور الدیلمیؒ (م ۵۵۸ھ) نے کہا:

أخبرنا أبي، أخبرنا أبو جعفر محمد بن الحسين السعيدي، أخبرنا ابو نصر، محمد بن علي بن محمد بن أحمد الخطيب بزنجان، حدثنا جدي، حدثنا احمد بن محمد بن عاصم الرازي، حدثنا أبي، عن إسماعيل بن عياش، عن صفوان بن عمرو، عن يزيد بن ميسرة، عن أم الدرداء، عن أبي الدرداء، رفعه: ما من عبد يقول: لا إله إلا الله، مائة مرة إلا بعثه الله يوم القيامة ووجهه كالقمر ليلة البدر، ولم يرفع لأحد يومئذ عمل أفضل من عمله إلا من قال مثل قوله، أو زاد۔ (**الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس المسمى زهر الفردوس لابن حجر: ج۶: ص ۷-۸، حدیث نمبر ۲۱۸۰**)۔

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ شہردار بن شیرویہ، ابو منصور الدیلمیؒ (م ۵۵۸ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۵: ص ۲۷۰**)۔

(۲) شیرویہ بن شہردار، ابوشجاع الدیلمیؒ (م ۵۰۹ھ) بھی مشہور صدوق، حافظ ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج۱۱: ص۱۲۱)،

(۳) محمد بن الحسین، ابوجعفر السعیدی الھمدانیؒ (م ۴۷۲ھ) ثقہ ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج۱۰: ص۳۴۴)،

(۴) محمد بن علی بن محمد بن احمد، ابونصر الخطیب بالزنجانؒ سے مراد ثقہ، فقیہ محمد بن علی بن محمد بن احمد، ابونصر الشیر ازی التاجرؒ (م ۴۰۹ھ) معلوم ہوتے ہیں۔ (التدوین للرافعی: ج۱: ص۴۷۴، السلسبیل النقی فی تراجم البیہقی: ص۵۹۶)،

(۵) ان کے دادا ''محمد بن احمد الزنجانی'' سے مراد- واللہ اعلم- محمد بن احمد بن جعفر الزنجانیؒ ہے، جن کا ذکر ''التدوین: ج۱: ص۱۷۵'' پر موجود ہے، مگر ان کی توثیق نہیں ملی۔

(۶) احمد بن محمد بن عاصم الرازیؒ (م ۲۸۹ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج۶: ص۴۹۹، ۶۹۰، کتاب الثقات للقاسم: ج۲: ص۴۴)،

(۷) ان کے والدِ گرامی، محمد بن عاصم الرازیؒ (م قبل ۲۶۰ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج۶: ص۴۰۸، ۴۹۹)،

(۸) اسماعیل بن عیاش الحمصیؒ (م ۱۸۲ھ) سنن اربع کے راوی اور اہل شام سے روایت کرنے میں صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۷۳)،

(۹) صفوان بن عمرو الحمصیؒ (م ۱۵۵ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۹۳۸)،

(۱۰) یزید بن میسرۃ الدمشقیؒ (م قبل ۱۲۰ھ) سے ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ (تاریخ الاسلام: ج۳: ص۳۴۰، حلیۃ الاولیاء: ج۵: ص۲۳۴)،

- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' شمار کیا ہے۔ (کتاب الثقات لابن حبان: ج۷: ص۶۲۷)،
- امام الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے ان سے المستدرک میں احتجاج کیا ہے۔ (المستدرک للحاکم: ج۱: ص۴۹۹، حدیث نمبر ۱۲۸۹، نیز دیکھئے ج۱: ص۴۲)،

اور حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''وکان واعظًا زاھدًا عارفًا''۔ (تاریخ الاسلام: ج۳: ص۳۴۰)،

- حافظ نور الدین الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ (مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۶۷۰۴)،

لہذا وہ کم از کم صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (دیکھئے مجلہ الاجماع: ش۱۶: ص۳۱)،

(۱۱) ام الدرداء الصغریٰؒ (م ۸۱ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، فقیہۃ ہیں۔ (تقریب: رقم ۸۷۲۸)،

(۱۲) ابوالدرداء الخزرجیؓ (م ۳۲ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۲۲۸)،

حکم:

محمد بن احمد بن جعفر الزنجانی کے علاوہ، باقی تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔ لہذا اس متابع کی وجہ سے، ابودرداءؓ کی

روایت کو موضوع کہنا تو مرجوح ہے، بلکہ راجح یہی ہے کہ وہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اور یہاں پر عبدالوہاب بن ضحاک پر کلام فضول ہے۔

نیز مُتعدّد دروایات اور آیات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللهُ دل کے لیے بھی نور ہے اور چہرے کے لیے بھی نور ہے، جیسا کہ حضرت شیخ نے کہا ہے، کما مر۔

خلاصہ یہ کہ نہ سند اور نہ متن، دونوں اعتبار سے، اس روایت کو موضوع نہیں کہا جا سکتا اور طالب الرحمٰن صاحب کا اعتراض باطل ہے۔ واللہ اعلم

سلسلہ دفاع فضائل اعمال ''۳۴''

(اہل حدیث حضرات، صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں)

(حدیث ''لله أشد أذنا إلى الرجل الحسن الصوت بالقرآن يجهر به من صاحب القينة إلى قينته'' حسن ہے)

(طالب الرحمٰن اور دیگر غیر مقلدین حضرات کو جواب)

- مولانا عبد الرحیم قاسمی
- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

اہل حدیث عالم، ڈاکٹر طالب الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ

آیئے ان روایات کی طرف، جو سخت ضعیف ہیں اور زکریا صاحب اسے نقل کرتے چلے جاتے ہیں، فضائل قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حق تعالی شانہ قاری کی آواز کی طرف اس شخص سے زیادہ کان لگاتے ہیں، جو اپنی گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو۔

زکریا صاحب امام حاکم سے اس کی تصحیح، امام ذہبی سے اس کا منقطع ہونا منقول کرتے ہیں، جبکہ شیخ الحدیث صاحب کو معلوم بھی ہے کہ امام ترمذی کی تحسین اور امام حاکم کی تصحیح سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے، فضائل کو خوب بڑھانے کے لئے وہ روایت بیان کی، جس کا ایک راوی اسماعیل بن عبید اللہ، فضالۃ بن عبید کی وفات کے بعد پیدا ہوا، (تہذیب التہذیب ۱/ ۲۷۷)، فضالۃ بن عبید کی تاریخ وفات ۵۸ھ اور اسماعیل بن عبید اللہ کی پیدائش ۶۱ھ ہے، (الکاشف ۲/ ۳۲۷)۔ [**تبلیغی جماعت کا اسلام: ص ۱۷۰-۱۷۱**]

الجواب:

اولاً حضرت شیخ الحدیث، مولانا محمد زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۳ھ) نے کہا:

عَن فُضَالَةَ بنِ عُبَيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: اللهُ أَشَدُّ أُذُناً إلىٰ قَارِئِ الْقُرآنِ مِنْ صَاحِبِ القَينَةِ إِلىٰ قَينَتِهِ۔

(رواه ابن ماجه وابن حبان والحاكم، كذا في شرح الإحياء؛ قلت: وقال الحاكم: صحيح على شرطهما، وقال

الذهبي: منقطع)

فُضالہ بن عُبیدؓ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ: حق تعالیٰ شانہٗ قاری کی آواز کی طرف اُس شخص سے زیادہ کان لگا کر سنتے ہیں جو اپنی گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو۔ (**فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص ۵۳۰**)،

غور فرمائیں! جب حضرت شیخ (م ۱۴۰۳ھ) نے امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) کی تصحیح کے ساتھ، حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کا حکم بھی نقل کر دیا، تو طالب الرحمٰن صاحب کا حاکم اور ترمذی کے متساہل ہونے والے بات نقل کرنا اور حضرت شیخ پر گویا طنز کرنا فضول ہے، کیونکہ اگر وہ صرف حاکمؒ قول نقل کرتے، تو بات اور تھی، لیکن جب ذہبیؒ کا حکم ساتھ میں نقل کر دیا، تو متساہل والی بات بے معنی معلوم ہوتی ہے۔

دوم طالب الرحمٰن اور دیگر اہل حدیث حضرات وضاحت کریں، کہ حاکم کی اس درج ذیل منقطع روایت کو کن قرائن یا علوم الحدیث کے کس اصول کی وجہ سے سخت ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ حاکم کی سند منقطع ہے، کیونکہ اس میں میسرۃ مولی فضالۃ کا اضافہ ہے، جو کہ دیگر طرق میں موجود ہے، کما سیاتی۔

نیز طالب الرحمٰن صاحب نے کسی ایک محدث کا بھی حوالہ نہیں دیا، کہ انہوں نے اس روایت کو سخت ضعیف کہا ہو۔

سوم ہماری کی تحقیق میں یہ روایت حسن ہے، کیونکہ میسرۃ مولی فضالۃ بن عبید صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ چنانچہ تفصیل درج ذیل ہے:

امام محمد بن یزید الربعی، ابوعبداللہ بن ماجہ القزوینیؒ (م ۲۷۳ھ) نے کہا:

حدثنا راشد بن سعيد الرملي، حدثنا الوليد بن مسلم، حدثنا الأوزاعي، حدثنا إسماعيل بن عبيد الله، عن ميسرة مولى فضالة عن فضالة بن عبيد، قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: "لله أشد أذنا إلى الرجل الحسن الصوت بالقرآن يجهر به من صاحب القينة إلى قينته۔ (سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر ۱۳۴۰، ت الانوؤط)،

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) امام محمد بن یزید الربعی، ابوعبداللہ بن ماجہ القزوینیؒ (م ۲۷۳ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۴۰۹، سیر**)،

(۲) راشد بن سعید، ابوبکر الرملیؒ (م ۲۴۳ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۸۵۵**)،

(۳) ولید بن مسلم الشامیؒ (م ۱۹۵ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں، مگر تدلیس تسویہ کے مرتکب ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۴۵۶**)

<u>نوٹ:</u>

یہاں اس روایت میں انکے متابع میں ثقہ، حافظ، امام سفیان بن سعید الثوریؒ (م ۱۶۱ھ) موجود ہیں، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے، لہذا یہاں، ان پر تدلیس تسویہ کا الزام باطل ہے۔

(۴) عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعیؒ (م ۱۵۷ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، فقیہ، جلیل ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۹۶۷)،

(۵) اسماعیل بن عبیداللہ بن ابی مہاجر الدمشقیؒ (م ۱۳۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۶۶)،

(۶) میسرۃ مولی فضالۃؒ، صدوق، حسن الحدیث ہیں، چنانچہ

- حافظ ابن حبان البستیؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۵: ص ۴۲۵**)، اور انہوں نے اپنی ''صحیح'' میں بھی احتجاج کیا ہے۔ (**صحیح ابن حبان: ج ۳: ص ۳۱**)،

- اور ان کی تائید کرتے ہوئے، حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۵ھ) نے کہا: ''**قلت: وفيه انقطاع بين إسماعيل وفضالة، ميسرة مولى فضالة كما أخرجه ابن ماجه والبيهقي في "سننه الكبير"؛ وميسرة ذكره ابن حبان في "ثقاته" وخرجه في "صحيحه"**''۔ (**التوضیح لشرح الجامع الصحیح: ج ۲۴: ص ۱۱۰**)،

- حافظ ابوالعباس البوصیریؒ (م ۸۴۰ھ) نے کہا: ''**هذا إسناد حسن لقصور درجة ميسرة مولى فضالة وراشد بن سعيد عن درجة أهل الحفظ والضبط**''۔ (**مصباح الزجاجۃ: ج ۱: ص ۱۵۸**)، یعنی راشد بن سعید کی طرح، میسرۃ مولی فضالۃ بھی صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ واللہ اعلم

- شیخ، محدث حسین سلیم اسد الدارانیؒ (م ۱۴۴۳ھ) نے ان کو ثقہ کہا ہیں۔ (**موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان ت الدارانی: ج ۲: ص ۴۰۱**)

- نیز ائمہ کی ایک جماعت مثلاً حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ)، حافظ ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ)، حافظ ابن کثیر الدمشقیؒ (م ۷۷۴ھ)، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)[۱] وغیرہ نے اس حدیث کی تصحیح و تحسین فرمائی ہیں، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

یعنی ان حضرات نے میسرۃ مولی فضالۃؒ کی ضمنی توثیق کی ہے۔

لہذا میسرۃ مولی فضالۃؒ کم از کم صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ واللہ اعلم

(۷) فضالۃ بن عبیدؓ (م ۵۸ھ) صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۳۹۵**)،

---

(۱) حافظؒ کا کلام ''**إنما يكون كذلك لو كان موصولاً براوٍ على شرطهما، وميسرة ليس له راوٍ إلا إسماعيل، فليس على شرطهما لو ذكر، فكيف إذا سقط؟**''، (**نتائج الافکار**)، سے میسرۃ مولی فضالۃ کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ کسی راوی صحیحین کی شرط پر نہ ہونا، اس کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ واللہ اعلم

حکم:

یعنی اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کی تحسین وتصحیح فرمائی ہیں، چنانچہ

ائمہ کی تصحیح:

- حافظ ابن حبان البستیؒ (م ۳۵۴ھ) کو اپنی ''صحیح'' میں ذکر کیا ہے۔ (صحیح ابن حبان: ج ۳: ص ۳۱)، یعنی اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

- اوران کی تائید کرتے ہوئے، حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۵ھ) نے کہا: ''قلت: وفيه انقطاع بين إسماعيل وفضالة، ميسرة مولى فضالة كما أخرجه ابن ماجه والبيهقي في "سننه الكبير"؛ وميسرة ذكره ابن حبان في "ثقاته" وخرجه في "صحيحه"''۔ (التوضیح لشرح الجامع الصحیح: ج ۲۴: ص ۱۱۰)،

- حافظ ابن تیمیہ الحرانیؒ (م ۷۲۸ھ) نے کہا: ''وأيضا فقد قال صلى الله عليه وسلم "{لله أشد أذنا إلى الرجل الحسن الصوت بالقرآن من صاحب القينة إلى قينته''۔ (مجموع الفتاوی: ج ۶: ص ۲۳۵)،

- حافظ ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ) نے کہا: ''وما أذن الله لشيء كإذنه لنبي يتغنى بالقرآن وقوله: لله أشد أذنا لقارىء القرآن من صاحب القينة إلى قينته وأن الله يحب العطاس ويكره التثاؤب، وفرغ الله من الرزق، والأجل. وحديث ذبح الموت ومباهات الله تعالى وصعود الأقوال والأعمال والأرواح إليه. وحديث معراج الرسول صلى الله عليه وسلم ببدنه ونفسه ونظره إلى الجنة والنار، وبلوغه إلى العرش إلى أن لم يكن بينه وبين الله تعالى إلا حجاب العزة وعرض الأنبياء عليه، عليه وعليهم أفضل الصلاة والسلام، وعرض أعمال الأمة عليه وغير هذا مما صح عنه صلى الله عليه وسلم من الأخبار المتشابهة الواردة في صفات الله سبحانه ما بلغنا وما لم يبلغنا مما صح عنه اعتقادنا فيه''۔ (اجتماع الجیوش الاسلامیۃ: ج ۲: ص ۱۷۳)،

- حافظ ابن کثیر الدمشقیؒ (م ۷۷۴ھ) نے کہا: ''رواه ابن ماجه بسند جيد عن فضالة بن عبيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لله أشد أذنا إلى الرجل الحسن الصوت بالقرآن [يجهر به] من صاحب القينة إلى قينته''۔ (مقدمہ تفسیر ابن کثیر: ج ۱: ص ۵۹، ت سلامۃ)،

- حافظ ابو العباس البوصیریؒ (م ۸۴۰ھ) نے کہا: ''هذا إسناد حسن لقصور درجة ميسرة مولى فضالة وراشد بن سعيد عن درجة أهل الحفظ والضبط''۔ (مصباح الزجاجۃ: ج ۱: ص ۱۵۸)، یعنی راشد بن سعید کی طرح، میسرۃ مولی فضالۃ بھی صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ واللہ اعلم

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''هذا حديث حسن''۔ (نتائج الافکار: ج ۳: ص ۲۱۴)، اور فتح الباری میں خاص طور سے، ابن ماجہ کے طریق پر سکوت اختیار کیا ہے، چنانچہ حافظؒ نے کہا: ''أشار بإيراده هنا إلى حديث فضالة بن عبيد الذي أخرجه بن ماجه من رواية ميسرة مولى فضالة عن فضالة بن عبيد قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لله عز وجل أشد أذنا إلى الرجل الحسن الصوت بالقرآن من صاحب القينة''۔ (فتح الباری: ج ۱۳: ص ۴۶۰)،

لہذا میسرہؒ کا طریق، حافظؒ کے نزدیک بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

- شیخ، محدث حسین سلیم اسد الدارانیؒ (م ۱۴۴۳ھ) نے کہا: ''رجاله ثقات، وميسرة مولى فضالة ترجمه البخاري في الكبير 7/375-376 ولم يورد فيه جرحاً ولا تعديلا وتبعه على ذلك ابن أبي حاتم في "الجرح والتعديل" 8/253، ووثقه ابن حبان، وذكره أبو زرعة في الطبقة العليا التي تلي الصحابة، ولكن في سماع إسماعيل منه نظر، فإن كان سمعه فالإسناد جيد''۔ (موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان ت الدارانی: ج ۲: ص ۴۰۱)

لہذا ابن ماجہ کی روایت حسن درجہ کی ہے۔ واللہ اعلم

ایک متابع:

ثقہ، حافظ، امام ابو شیخ الاصبہانیؒ (م ۳۶۹ھ) نے کہا:

حدثنا إبراهيم بن محمد بن الحارث حدثنا أبو أيوب الشاذكوني حدثنا أبو أسامة حدثنا سفيان عن الأوزاعي عن إسماعيل بن عبد الله بن أبي المهاجر عن مولى فضالة عن فضالة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يعجبه حسن الصوت بالقرآن فقال لله أسرع أذنا إلى حسن الصوت بالقرآن من صاحب القينة إلى قينته۔ (ذكر الأقران ورواياتهم عن بعضهم بعضا لابی الشیخ: ص ۱۰۹)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابو شیخ الاصبہانیؒ (م ۳۶۹ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (بلوغ الامانی بتراجم شیوخ ابی الشیخ الاصبہانی: ج ۱: ص ۴۲)،

(۲) ابراہیم بن محمد بن الحارث، ابو اسحاق الاصبہانیؒ (م ۲۹۱ھ) ثقہ ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۹۱۳، ارشاد القاصی والدانی الی تراجم شیوخ الطبرانی: ص ۷۱)

(۳) حافظ ابو ایوب، سلیمان بن داود الشاذکونیؒ (م ۲۳۶ھ) پر کلام ہے، مگر ائمہ ان کو متابع میں قابل ذکر مانا ہے، چنانچہ

- حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''قلت: مع ضعفه لم يكد يوجد له حديث ساقط، بخلاف ابن حميد، فإنه ذو مناكير''۔ (سیر: ج ۱۰: ص ۶۸۳)،

- ثقہ، حافظ، إمام أصحاب الحديث في عصره بمرو، امام عبدان بن محمد المروزیؒ (م ۲۹۳ھ) نے کہا:

''معاذ الله أن يتهم الشاذكوني وإنما كانت كتبه قد ذهبت فكان يحدث حفظا فيغلط''۔(الکامل لابن عدی: ج ۴: ص ۳۰۰)،

- حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا: ''وللشاذكوني حديث كثير مستقيم، وهو من الحفاظ المعدودين من حفاظ البصرة، وهو أحد من يضم إلى يحيى وأحمد، وعلي وأنكر ما رأيت هذه الأحاديث التي ذكرتها بعضها مناكير وبعضها سرقة وما أشبه صورة أمره بما قال عبدان إنه ذهبت كتبه فكان يحدث حفظا فيغلط وإنما أتى من هناك يشتبه عليه فلجرأته واقتداره على الحفظ يمر على الحديث لا أنه يتعمده''۔(الکامل لابن عدی: ج ۴: ص ۳۰۵)

- امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے کہا: ''حدثت به ابن الشاذكوني-يعني قبل أن يتغير-فأنكره''۔(علل الامام احمد بروایت عبداللہ: رقم ۲۸۹۵)،

یعنی پہلے حافظ شاذکونیؒ (م ۲۳۶ھ) ٹھیک تھے، بعد میں ان میں ضعف آ گیا۔ واللہ اعلم

- یہی وجہ ہے کہ حافظ ابو شیخ الاصبہانیؒ (م ۳۶۹ھ) نے کہا: ''وكتب عنه أبو زرعة، ثم ترك الرواية عنه''۔(طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها: ج ۴: ص ۱۲۴)،

خلاصہ یہ کہ وہ عمداً کذاب نہیں تھے، لہذا ان کی احادیث متابع میں ذکر کی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴) حماد بن اسامۃ ابو اسامۃ الکوفیؒ (م ۲۰۱ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۱۴۸۷)

(۵) امام سفیان بن سعید الثوریؒ (م ۱۶۱ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، حجت، امام، فقیہ ہیں۔(تقریب: رقم ۲۴۴۵)،

(۶) امام الاوزاعیؒ (م ۱۵۷ھ)،

(۷) اسماعیل بن عبید اللہ بن ابی مہاجر الدمشقیؒ (م ۱۳۱ھ) اور

(۸) میسرۃ مولی فضالہؒ کی توثیق گزر چکی۔

(۹) فضالۃ بن عبیدؓ (م ۵۸ھ) صحابی رسول ﷺ ہیں۔(تقریب: رقم ۵۳۹۵)،

حکم:

یعنی اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، سوائے حافظ شاذکونیؒ (م ۲۳۶ھ) کے اور وہ بھی کذاب نہیں تھے۔ خلاصہ یہ کہ حافظ ولید بن مسلمؒ (م ۱۹۵ھ) پر تدلیس تسویہ کا الزام باطل و مردود ہے۔ واللہ اعلم۔

خلاصہ:

اگرچہ مستدرک للحاکم کی سند منقطع ہے، مگر ابن ماجہ میں موجود، فضالۃ بن عبیدؓ کی یہ روایت متصل، حسن اور جید ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی، نیز صحیحین کی ابو ہریرۃؓ کی حدیث: ''ما أذن الله لشيء ما أذن لنبي حسن الصوت بالقرآن يجهر به'' بھی فضالۃ بن عبیدؓ کی روایت کی تائید کرتی ہے۔ (**صحیح بخاری: حدیث نمبر ۷۵۴۴، صحیح مسلم: ج۱: ص ۵۴۵، حدیث نمبر ۷۹۲**)۔

خلاصہ یہ کہ نہ سند اور نہ متن، دونوں اعتبار سے، فضالۃؓ کی حدیث کو ضعیف نہیں کہا جا سکتا، لہذا طالب الرحمٰن کا اعتراض باطل و مردود ہے۔ واللہ اعلم

ائمہ محدثین کے نزدیک، ضعیف حدیث کی تائید، جب کلام پاک سے ہوجائے، تو وہ ضعیف حدیث مقبول ہوجاتی ہے۔

ائمہ محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک، ضعیف حدیث کی تائید، جب کلام پاک سے ہوجائے، تو وہ ضعیف حدیث مقبول ہوجاتی ہے، چنانچہ

(۱) مشہور حافظ الحدیث، امام عبدالحق الاشبیلیؒ (م ۵۸۱ھ) نے کہا:

''أو يكون حديث تعضده آية ظاهرة البيان من كتاب الله تعالى، فإنه وإن كان معتلاً أكتبه، لأن معه ما يقويه ويذهب علته''۔(الاحکام الوسطی: ج۱: ص۷۰)،

(۲) حافظ ابوالحسن، ابن القطانؒ (م ۶۲۸ھ) نے کہا:

''هذا القسم لا يحتج به كله، بل يعمل به في فضائل الأعمال، ويتوقف عن العمل به في الأحكام، إلا إذا كثرت طرقه، أو عضده اتصال عمل، أو موافقة شاهد صحيح، أو ظاهر القرآن''۔(بیان الوهم والإيهام بحوالہ النکت علی ابن الصلاح لابن حجر: ج۱: ص۴۰۲)،

(۳) حافظ شمس الدین السخاویؒ (م ۹۰۲ھ) نے کہا:

''وظاهر كلام أبي الحسن بن القطان يرشد إليه، فإنه قال: هذا القسم لا يحتج به كله، بل يعمل به في فضائل الأعمال، ويتوقف عن العمل به في الأحكام، إلا إذا كثرت طرقه، أو عضده اتصال عمل، أو موافقة شاهد صحيح، أو ظاهر القرآن. واستحسنه شيخنا''۔

(۴) یعنی حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے، ابن القطانؒ (م ۶۲۸ھ) کی رائے کو کو پسند کیا ہے۔(فتح المغیث: ج۱: ص۹۴)، اور سخاویؒ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ واللہ اعلم

(۵) محدث، فقیہ، فاضل، امام ابوالحسن، ابن الحصارؒ (م ۶۱۱ھ) نے کہا:

''قد يعلم الفقيه صحة الحديث إذا لم يكن في سنده كذاب بموافقة آية من كتاب الله أو بعض أصول الشريعة، فيحمله ذلك على قبوله والعمل به''۔(تقریب المدارك، علی موطأ مالك بحوالہ تدریب الراوی: ج۱: ص۶۶)

(۶) حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) نے کہا:

''وهذا المرسل قد عضده ظاهر القرآن والسنة، وقال به جماهير أهل العلم من الصحابة والتابعين ومرسله

من أكابر التابعين، ومثل هذا المرسل يحتج به باتفاق الأئمة الأربعة''۔

اس مرسل کو قرآن وسنت کا ظاہر تقویت دے رہا ہے۔۔۔۔۔۔ایسی مرسل ائمہ اربع کے اتفاق سے حجت ہوگی۔

(الفتاوی الکبری لابن تیمیہ: ج۲: ص۲۸۹)،

یعنی ضعیف حدیث [مرسل] کی تائید، جب قرآن وسنت کے ظاہر سے ہوجائے، تو وہ حجت ہوگی۔ واللہ اعلم

(۷) حافظ مرتضی الزبیدیؒ (م ۱۲۰۵ھ) نے کہا:

''وأما في الأحكام فإن كثرت طرقه قيل وعضده اتصال عمل أو موافقة شاهد صحيح أو ظاهر القرآن عمل به فيها أيضا وإلا فلا''۔**(بلغۃ الاریب فی مصطلح آثار الحبیب: ص۱۸۹)،**

(۸) شیخ ناصر الدین الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے کہا:

''(لم يبعث الله نبياً إلا بلغة قومه) أخرجه أحمد (158/5): ثنا وكيع عن عمر بن ذرّ قال: قال مجاهد: عن أبي ذر قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-:... فذكره۔

قلت: وهذا إسناد رجاله ثقات رجال البخاري، لكن قال أبو حاتم: "مجاهد عن أبي ذر مرسل"۔ وبهذا أعله الهيثمي في "المجمع" (43/7)۔

لكن الحديث صحيح قطعاً، لأنه يشهد له قوله تعالى: {وما أرسلنا من رسول إلا بلسان قومه ليبين لهم}''۔**(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ج۷: ص۱۵۲۰)،**

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ضعیف حدیث کی تائید، جب قرآن سے ہوجائے، تو وہ حدیث مقبول ہوجاتی ہے۔

یاداشت